امام دارمیؒ کی خدمات

مسز منزہ مصدق*

امام دارمی کی شخصیت علمیت اور نشو و ارتقاء میں ان کے وطن ماوراء النہر اور شہر سمرقند کی نیرخیزی کا ایک اہم حصہ ہے۔ اسی شہر نے ان کی صلاحیتوں کو جلا بخشی اور انہیں حدیث کے بلند پایہ عالم بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

عبداللہ نام ابو محمد کنیت سلسلہ نسب عبداللہ بن عبدالرحمان بن فضل بن بہرام بن عبدالصمد ہے۔[1] خزرجی نے بہرام کی بجائے میراں لکھا ہے۔ ۱۸۱ھ میں خراسان کے مشہور شہر سمرقند میں پیدا ہوئے۔ قبیلہ تمیم کی ایک شاخ دارم سے نسبتی تعلق تھا۔ اسی نسبت سے سمرقندی، تمیمی اور دارمی کہلائے۔ آخری نسبت سے جو دارم بن مالک کی جانب زیادہ مشہور ہے۔ ابن خلکان ان کی دارم بن مالک سے نسبت کے بارے میں رقم طراز ہے۔

هذا النسبة الى دارم بن مالک بطن کبیر من تمیم[2]

آپ نے ۷۵ برس کی عمر میں اپنے وطن سمرقند میں ۸ ذی الحجہ ۲۵۵ھ پنج شنبہ کے دن بعد نماز عصر وفات پائی۔ آپ کی ذات بہت سی خوبیوں کا مرقع تھی۔ عقل و دانش، زہد و تقویٰ، سادگی، جاہ و منصب سے پرہیز یہ تمام خوبیاں ان میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

بعض علمائے رجال لکھتے ہیں کہ وہ اپنی قناعت اور دانش مندی کے لیے مشہور تھے۔ حافظ ابن حجر، محمد بن ابراہیم بن منصور شیرازی کا بیان نقل کرتے ہیں:

کان علی غایة من الفضل و الدیانة[3]

وہ نہایت عاقل اور دیانت دار شخص تھے۔

امام دارمی نے حدیث کی خدمت و اشاعت اور اس کی حمایت و مدافعت کی اور

---

* لیکچرار اسلامیات یونیورسٹی آزاد کشمیر و جموں، میرپور

مخالفین حدیث کا مقابلہ کر کے ان کا زور توڑ دیا۔ احادیث کے متعلق شکوک و اعتراضات کا جواب دیا اور کذب اور دروغ کی آمیزشوں سے ان کو پاک کر کے عوام و خواص کے دلوں میں ان کی اہمیت و عظمت اور رسولؐ کی

* لیکچرر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز یونیورسٹی آف آزاد جموں و کشمیر' میرپور کیمپس

محبت بٹھادی۔ اس طرح مختلف حیثیتوں سے انہوں نے علم حدیث کو فروغ بخشا۔[۴]

علمائے رجال لکھتے ہیں کہ اپنے وطن سمرقند میں حدیث و سنت کا بول بالا کر کے لوگوں کو اس کی جانب مائل اور مخالفین حدیث کا قلع قمع کردیا۔ محمد بن ابراہیم بن منصور شیرازی بیان کرتے ہیں :

اظهر علم الحديث و الآثار بسمر قند[۵]

آپ نے علم حدیث کو سمرقند میں پھیلا دیا۔

امام دارمی نے اس زمانہ کے دستور کے مطابق حدیث کی طلب و تکمیل کے لیے شام' بغداد' مصر' عراق' خراسان اور مکہ و مدینہ کا سفر کیا۔ خطیب بغدادی ان کے طلب علم میں کثرت سے سفر کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"كان احد الرحالين فى الحديث[۶]

وہ ان لوگوں میں سے ایک ہیں جو طلب حدیث میں بہت زیادہ سفر کرنے والے ہیں۔

حدیث کے قدرشناسوں نے نقد و جرح اور تعدیل کی متعدد اصطلاحات مقرر کیں۔ ان کے تنوع سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ حدیث کے سب راوی ضعف و ثقاہت میں یکساں مقام و مرتبہ نہیں رکھتے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ترتیب وار اصطلاحات مقرر کی ہیں۔[۷]

نقاد حدیث کی وضع کردہ اصطلاحات کے پیش نظر رواۃ حدیث کی شرائط میں باریک بینی اور احتیاط کا سلسلہ تیسری صدی کے اختتام تک بڑی سختی کے ساتھ جاری رہا۔ محدثین نے روایت حدیث کی کڑی شرائط مقرر کیں۔ مثلاً عقل' ضبط' عدالت' اور اسلام۔ امام دارمی ان تمام شرائط پر پورا اترتے ہیں۔

علم حدیث میں امام دارمیؒ کی امتیازی حیثیت

محدثین نے روایت حدیث کا جو معیار و مقیاس مقرر کیا اس پر پورا اترنے کی وجہ سے آپ کا شمار آئمہ فن میں ہوتا ہے۔ علم حدیث ہی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ آپ کا

فطری رجحان بھی علم حدیث ہی کی طرف تھا۔ دوسرے علوم میں بھی آپ کو شہرت حاصل تھی۔ لیکن جو کمال اس فن میں حاصل ہوا۔ دوسرے علوم میں نظر نہیں آتا۔ حفظ و ضبط' ثقاہت' معرفت اور درایت میں اپنی مثال آپ تھے۔ علمائے حدیث آپ کے اس فن میں معترف نظر آتے ہیں۔ غرض آپ حدیث میں یکتائے روزگار تھے۔

حفظ و ضبط

قدرت نے ان کو حفظ و ضبط کا غیر معمولی ملکہ عطا کیا تھا۔ عبداللہ بن نمیر جیسے بلند پایہ محدث کا بیان ہے:

"غلبنا بالحفظ و الورع[۸]

دارمی حافظہ کے لحاظ سے ہم پر فوقیت رکھتے تھے۔

عثمان بن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ ان کے حفظ و ضبط کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ اس سے کہیں فائق تھے۔

ثقاہت

ان کی ثقاہت و عدالت کے بھی علمائے فن اور ارباب کمال معترف ہیں۔ ابو حاتم رازی کا بیان ہے کہ وہ سب سے زیادہ ثقہ اور ثابت تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"کان ثقه و اثنی علیه خیرا

خطیب ان کو صاحب صدق و ثقاہت بتاتے ہیں اور ابو حاتم نے ان کو ثقہ و صدوق لوگوں میں شامل کیا ہے۔

روایت و درایت

آپ حدیث کی معرفت و تمیز کے لیے مشہور تھے۔ روایت کی طرح درایت میں بھی ان کا مقام نہایت بلند تھا۔[۹]

دیگر علوم میں امتیاز

امام دارمی کو علم حدیث کے علاوہ دیگر علوم میں بھی امتیاز حاصل تھا۔ فقہ و تفسیر سے ان کی مناسبت اور تعلق کا اکثر علمائے رجال نے ذکر کیا ہے۔ صاحب مقدمہ تحفة الاحوذی

ان کے بارے میں محمد بن ابراہیم بن منصور شیرازی کا قول نقل کرتے ہیں :

"و کان مفسرا کاملا و فقیها عالما"[10]

ان فنون پر انہوں نے کتابیں بھی لکھیں۔ فقہ میں ان کے مجتہدانہ کمالات کا ثبوت بھی ان کی سنن سے ملتا ہے۔ اہل علم کا ان کے مفسر و فقیہ ہونے پر اتفاق ہے۔[11]

امام دارمی کی خدمات حدیث

امام دارمی نے فقیہ ہونے کے علاوہ حدیث کی قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ اس کی زندہ مثال آپ کی سنن دارمی ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپ نے کتابیں لکھیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ کتاب التفسیر

۲۔ الجامع یا کتاب الجامع

خیرالدین زرکلی نے اس کا نام "الجامع الصحیح" لکھا ہے۔ غالب گمان ہے کہ یہ فقہ و احکام کی کتاب ہے۔[12]

اس طرح علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ علماء سیر نے ان کی تصانیف میں جامع، مسند، تفسیر اور ان کے علاوہ کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ مگر غالباً موجود صرف دو کتابیں ہیں۔[13] بروکلمان نے بھی مذکورہ بالا کتابوں اور سنن دارمی کا ذکر کیا ہے۔[14]

سنن الدارمی

یہ کتاب ان کی سب سے زیادہ مشہور کتاب ہے، صحاح ستہ کے بعد حدیث کی جو کتابیں زیادہ اہم اور مستند سمجھی جاتی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

"کتاب او از حسن کتب حدیث است"[15]

اس کی اس اہمیت کے پیش نظر محدثین اور علمائے فن نے اس کی حدیثوں کو قابل احتجاج اور لائق استدلال خیال کیا ہے۔

شاہ ولی اللہ نے کتب حدیث کے تیسرے طبقہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

سنن دارمی کی ترتیب

سنن دارمی ۳۵ فصول اور ایک ہزار چار سو آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔[16]

عام کتب حدیث اور سنن کے برعکس اس کی ابتداء باب ماکان علیہ الناس قبل مبعث النبی

صلی اللہ علیہ وسلم من الجہل و الضلالۃ سے ہوتی ہے۔ کتاب کا انداز بیانیہ ہے۔ اس فصل کے مختلف ابواب میں رسول اکرم ﷺ کے ان اوصاف و خصائص کو جو کتب قدیم میں مذکور ہیں۔ اور آپ کے معجزات فضائل' اتباع سنت اور علم کی اہمیت وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔ ان میں آپ کی انگلیوں سے پانی جاری ہونا' آپ کی برکت سے کھانے کا کئی لوگوں کے لیے کافی ہونا' آپ کے محاسن خلق و خلق اور آپ کے مختلف اوصاف جن میں آپ کی تواضع اور سخاوت کا ذکر ہے ان پر مستقل عنوانات کے تحت احادیث بیان کی ہیں۔ علم و علماء کی اہمیت و فضیلت کے سلسلے میں مندرجہ ذیل ابواب کے تحت احادیث بیان کی ہیں۔

۱۔ باب فی توقیر العلماء

۲۔ باب فی فضل العلم و العلماء

اس کے بعد عام سنن کی طرح طہارت اور نماز وغیرہ کے جملہ ابواب اور آخر میں وصایا اور فضائل قرآن کے ابواب ہیں۔ فقہی ابواب بھی ہیں۔ لیکن اس طرح کی ابواب بندی نہیں ہے جس طرح سنن میں کی جاتی ہے۔ یہاں پر بعض ابواب میں مسند کا انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اور بعض میں سنن کا۔

سنن دارمی کی خصوصیات

اس میں پندرہ ثلاثی احادیث ہیں یہ تعداد تو بظاہر کم معلوم ہوتی ہے لیکن سنن کی کمیت اور دوسری کتابوں کے لحاظ سے کم نہیں۔ اس لیے بعض علمائے فن کا بیان ہے۔

"و ثلاثیاتہ اکثر من ثلاثیات البخاری(۱۷)

کہ اس کی ثلاثیات بخاری کی ثلاثیات سے زیادہ ہیں۔

صحت کا التزام اور علو اسناد

اس کی ایک اہم خصوصیت صحت کا التزام اور علوئے اسناد بھی ہے۔ علمائے رجال کا بیان ہے۔

"ولہ اسانید عالیہ

یعنی دارمی کی سندیں نہایت عالی اور بلند پایہ ہیں۔

علمائے جرح و تعدیل نے تصریح کی ہے کہ اس کے اکثر رجال ثقہ' قوی اور حدیثیں صحیح اور ثابت ہیں۔ علامہ ابن حجر نے اس خصوصیت کی وجہ سے اس کو سنن ابن ماجہ سے بھی زیادہ اہم

اور فائق بتایا ہے۔

فقہی مسائل و مباحث

یہ اگرچہ حدیث کی کتاب ہے لیکن اس میں فقہی مسائل و مباحث اور ان کے متعلق فقہا کے اختلافات و دلائل بھی بیان کیے گئے ہیں اور مختلف اقوال میں تطبیق و توجیہہ یا مرجح مختار مسلک کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ مثلاً امام دارمی نے فاطمہ بنت قیس کی اس حدیث کے بیان میں کہ ان کے شوہر نے ان کو تین طلاقیں دیں نبیؐ نے ان کے لیے نہ خرچ مقرر کیا اور نہ مکان۔ آپ نے حضرت عمر کے برخلاف اپنی رائے کا اظہار کیا فرماتے ہیں:

"لا اری السکنی و النفقه للمطلقة(۱۸)

میرے نزدیک ایسی مطلقہ کے لیے مکان اور خرچ نہیں۔

صحابہ و تابعین کے آثار و فتاویٰ

احادیث کی طرح صحابہ و تابعین کے آثار و فتاویٰ بھی نقل کیے گئے ہیں۔ بلکہ بعض ابواب میں صرف صحابہ و تابعین کے اقوال و آثار ہی مذکور ہیں ۔ مثلاً

۱۔ باب ماجاء فی اکثر الحیض

۲۔ باب فی النہی عن صیام یوم الشک

ان خصوصیات کے علاوہ مزید خصوصیات بھی اس کتاب میں موجود ہیں۔ مثلاً روایت کے مفہوم و منشاء کی وضاحت' الہام کی تشریح' دقیق الفاظ اور مشکل لغات کا حل' روایت کے ناموں کی مختلف حیثیتوں سے وضاحت ' تعدد طرق' اسناد' روایات اور ان کے الفاظ کا فرق و اختلاف اور متابعات وغیرہ کی تفصیل' مسند' مرفوع' منقطع' موقوف کی توضیح' خطا' شک' تردد اور اشتباہ کی تصریح' روایات اور رواۃ کے متعلق مختلف قسم کی وضاحتیں' راوی کے سماع اور عدم سماع' لقاء اور عدم لقاء کا ذکر' احادیث کی تصویب ان کے درمیان ترجیح اور اسباب ترجیح اور ان کے نسخ اور عدم نسخ کی تفصیل موجود ہے۔(۱۹)

سنن یا مسند دارمی

اس کتاب کو سنن اور مسند دونوں کہا جاتا ہے۔ اس لیے اس کی مختصر وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ مسند میں صحابہ کے ناموں کی ترتیب پر حدیثیں درج ہوتی ہیں۔ اور سنن کی ترتیب

فقہی ابواب پر ہوتی ہے۔ ایمانیات اور کتاب الطہارۃ سے لے کر وصایا تک کی حدیثیں ابواب کے ماتحت نقل کی جاتی ہیں۔ اس تعریف کی رو سے دارمی کا شمار سنن میں ہی ہونا چاہئے۔ علامہ سیوطی فرماتے ہیں :

"قیل مسند دارمی لیس بمسند بل هو مرتب علی الا بواب

کہا جاتا ہے کہ مسند دارمی مسند نہیں ہے بلکہ اس کی ترتیب ابواب پر ہے۔

صاحب کشف الظنون نے بھی شارح الفیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ :

"ابن الصلاح نے اس کو مسانید میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ یہ ان کا وہم ہے کیونکہ اس کی ترتیب مسانید کی بجائے ابواب پر ہے۔[۲۰]

صاحب بستان المحدثین فرماتے ہیں :

"و این کتاب برخلاف اصطلاح محدثین مشهور بمسند گشته حالانکه مرتب بر ابواب[۲۱]

ان اقوال سے ظاہر ہے کہ اس کی اصل حیثیت سنن کی ہے تاہم ابن الصلاح کے قول کو اس قدر شہرت حاصل ہوئی کہ اب وہ سنن کی بجائے مسند کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔[۲۲]

حافظ ابن حجر نے اس کتاب کا تذکرہ کتب السنن المسمی بمسند الدارمی کے الفاظ میں کیا ہے۔

عمر رضا نے اس کو سنن میں شمار کیا اور ابن الصلاح نے اسے مسند کا نام دیا ہے۔[۲۳]

کیا سنن الدارمی صحاح ستہ میں شامل ہے؟

جمہور علمائے اسلام کے نزدیک صحاح کی چھٹی کتاب سنن ابن ماجہ ہے لیکن بعض لوگوں نے موطا امام مالک کو اور بعض نے دارمی کو صحاح کی چھٹی کتاب قرار دیا ہے۔

سخاوی نے فتح المغیث میں سنن الدارمی کے چھٹی کتاب ہونے کے بارے میں کچھ لوگوں کا یہ خیال نقل کیا ہے کہ :

"بجائے سنن ابن ماجہ کے مناسب ہے کہ دارمی کی کتاب کو چھٹی کتاب قرار دیا جائے کیونکہ اس میں ضعیف راوی کم اور منکر اور شاذ حدیثیں نادر ہیں۔ اس میں اگرچہ احادیث مرسلہ و موقوفہ موجود ہیں تاہم سنن ابن ماجہ سے زیادہ بہتر ہے۔[۲۴]

حافظ صلاح الدین کی ہمنوائی حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی کی ہے چنانچہ حافظ سیوطی لکھتے ہیں :

"انه ليس دون السنن الا ربعه فى المرتبة بل لو ضم الى الخمسة لكان اولى من ابن ماجه فانه امثل من بكثير"[۲۵]

دارمی کی کتاب رتبہ میں سنن اربعہ سے کم نہیں۔ لیکن اگر اسے کتب خمسہ کے ساتھ ملا دیا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کیونکہ یہ سنن ابن ماجہ سے بدرجہا فائق ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مقدمہ مشکوۃ میں کہا ہے کہ "بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ سنن دارمی اس بات کی زیادہ مستحق ہے کہ اس کو صحاح ستہ میں چھٹی کتاب کی جگہ دی جائے' اس لیے کہ اس میں ضعیف رجال بھی کم ہیں۔ اس کی سندیں عالی ہیں' اور بخاری سے زیادہ ثلاثیات ہیں۔"[۲٦]

کیا سنن دارمی صحیح بخاری سے مقدم ہے؟

بعض علماء نے یہ دعویٰ کیا کہ سنن دارمی صحیح بخاری سے پہلے لکھی گئی۔ حافظ ابن حجر عسقلانی اس سے اختلاف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"میں یہ تو تسلیم نہیں کرتا کہ دارمی نے اپنی کتاب کو امام بخاری کی جامع سے پہلے تصنیف کیا ہو کیونکہ وہ دونوں معاصر ہیں۔ اور جو دارمی کے متعلق یہ دعویٰ کرتا ہے تو اس کو ثبوت دینا چاہئے۔"[۲۷]

اس کا جواب ترکی بہ ترکی علامہ سید محمد بن اسماعیل امیریمانی نے اپنی شرح توضیح الافکار علی تنقیح الانظار میں دیا ہے کہتے ہیں:

قلت ومن ادعى تقدم تصنيف البخارى على تصنيف الدارمى فعليه البيان

میں کہتا ہوں جو یہ دعویٰ کرے کہ بخاری کی تصنیف دارمی کی تصنیف سے مقدم ہے تو اسے ثبوت دینا چاہیے۔

علاوہ ازیں امام دارمی کا زمانہ قدیم ہے اور فضل و کمال کے لحاظ سے ان کا رتبہ زیادہ ہے۔[۲۸]

ایک شبہ کا ازالہ

مسند دارمی کے متعلق جو کہا جاتا ہے کہ یہ مرسل موقوف' منقطع اور معضل روایات پر مشتمل ہے تو دراصل یہ امام بخاری کی صحیح کے مقابلہ میں ہے۔ جیسا کہ عراقی کے پورے بیان سے اس کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔

"یہ مسند کے نام سے مشہور ہے جس طرح امام بخاری نے اپنی کتاب کا نام المسند الجامع رکھا لیکن (بخاری کے مقابلہ میں) دارمی کے اندر مرسل منقطع اور معضل روائتیں زیادہ ہیں۔[۲۹]

اس قول سے دارمی کی شہرت و اہمیت کو کوئی فرق نہیں آتا کیونکہ اس کی صحت و علوئے اسناد وغیرہ کے متعلق لکھا جاچکا ہے۔ باقی وقف' ارسال' انقطاع وغیرہ حقیقت میں امام دارمی کے حزم و احتیاط کی دلیل ہے۔ اور موطا امام مالک جیسی معتبر اور اہم کتاب میں تو اس قسم کی روایتوں کی زیادتی ہے۔[۳۰]

امام بخاری جو سب سے زیادہ مستند مانے جاتے ہیں۔ ان کی کتاب صحیح بخاری میں حافظ ابن حجر کے نزدیک چالیس حدیثیں ایسی ہیں جن کی اسناد ضعیف ہیں۔[۳۱]

لہذا اس قول سے دارمی کی شہرت میں ذرہ برابر فرق نہیں آتا بہرحال یہ کتاب حدیث کی ایک جامع کتاب ہے۔

ذکی الدین عبدالعظیم المنذری لکھتے ہیں:

"کہ سنن دارمی جامعیت' حسن ترتیب اور علوئے اسناد ہر لحاظ سے اس رائے کی مستحق ہے جو ان اہل علم نے پیش کی ہیں۔ ضرورت ہے کہ ارباب مدارس اور مشائخ حدیث اس طرف توجہ فرمائیں اور اسے درس میں شامل کریں۔[۳۲]

سنن دارمی کا ایک قلمی نسخہ ۲۵۵ اوراق پر مشتمل کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب حج بیت اللہ کے لیے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو انہیں وہاں شاہ ولی اللہ صاحب کے کتب کے ذخیرہ میں اس کا ایک نسخہ دستیاب ہوا۔ انہوں نے اس کو نقل کر ڈالا اس نقل (۱۲۹۳ھ) میں مولانا عبدالرشید بن محمد شاہ کشمیری نے دو اور نسخوں سے جن میں ایک ۸۵ھ کا لکھا ہوا تھا اور اس کی تصحیح علامہ جزری نے کی' مقابلہ و تصحیح کے بعد مختصر حواشی کے ساتھ مطبع نظامی کانپور سے شائع کیا۔

مولانا عبدالرشید نے حواشی میں دوسرے نسخوں سے اس کا فرق ظاہر کیا ہے۔ اور مشکل الفاظ' اعراب' اسماء الرجال اور بلاد و اماکن کی مختصر تشریح اور حدیث کے معنی و مفہوم کی مختصر وضاحت بھی کی ہے۔ اور اس کے شروع میں ایک مقدمہ کے اندر سنت و حدیث کی اہمیت' محدثین کی عظمت' کتب حدیث کی اقسام اور امام دارمی کے حالات زندگی و سوانح اور ان کی سنن کے مرتبہ و مقام سے بحث کی ہے۔

سنن دارمی کی ثلاثیات کو الگ بھی مرتب کیا گیا ہے اور اس کو ابو عمران عیسی بن عمر بن العباس سمرقندی نے ثلاثیات کے عنوان سے مرتب کیا ہے۔[۳۳]

سنن دارمی کی شرح عبدالرحیم نے لکھی۔ یہ شرح سنن الدارمی کے اس نسخہ کو سامنے رکھ کر لکھی گئی جو نواب صدیق حسن خان مرحوم نے کان پور سے طبع کرایا تھا۔ اس کی ایک عکسی کاپی (مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ) میں موجود ہے۔

***

حوالہ جات

۱۔ زرکلی، خیرالدین، الاعلام، ۲: ۲۳۰ ط، دوم المکتبۃ العلمیہ لاہور، ۱۳۷۳ھ
۲۔ الحنبلی، ابن العماد، شذرات الذہب، ۲: ۱۳۰ ۔ ۱۳۱ المکتبۃ القدسی بالقاہرہ ۱۳۵۰ھ
۳۔ ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین ابی الفضل احمد بن علی، تہذیب التہذیب ۵: ۲۹۴، ط اول دائرہ المعارف النظامیہ الکائنہ فی الہند ۱۳۲۶ھ
۴۔ نواب صدیق حسن خان، اتحاف النبلاء المتقین باحیاء ماثر الفقہاء المحدثین: ۱۴۵ طبع کانپور۔
۵۔ الدیار بکری، الشیخ حسن ابن محمد بن الحسن، تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس: ۳۸۰ ط، اول مطبعہ الفقیر عثمان بن الرزاق ۱۳۰۲ھ
۶۔ کحالہ، عمر رضا، معجم المولفین تراجم مصنفی الکتب العربیہ: ۱۷، مکتبہ المثنٰی بیروت۔
۷۔ ابن خلکان، ابی العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر، وفیات الاعیان و انباء و ابنا الزمان ۱: ۱۰۹ ۔ مکتبہ المیمنیہ المصریہ قاہرہ۔
۸۔ ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب ۵: ۳۹۵
۹۔ اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرۃ المحدثین ۱: ۱۹۳ مطبع معارف اعظم گڑھ۔
۱۰۔ خطیب بغدادی، حافظ ابی بکر احمد بن علی، تاریخ بغداد ۱۰: ۳۱ دارالکتاب العربیہ، بیروت۔
۱۱۔ ایضاً، صفحہ ۲۹
۱۲۔ الصنعانی، محمد بن اسماعیل الامیر الحسنی، توضیح الافکار المعانی تنقیح الانظار، ۲۴۱ ۔ ۲۷۱، مطبع السعادت بجوار محافظ مصر تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید ۱۳۶۶ھ
۱۳۔ ابن حجر، تہذیب التہذیب، ۵: ۲۹۵

۱۴۔ اصلاحی، ضیاء الدین، تذکرۃ المحدثین ۱: ۱۹۱

۱۵۔ مبارک پوری، مولانا عبدالرحمان مقدمہ تحفہ الاحوذی: ۲۶۰ مکتبہ سلفیہ بالمدینہ

۱۶۔ زرکلی، خیرالدین، الاعلام ۲: ۲۳۰ طبع دوم المکتبۃ العلمیہ لاہور، ۱۳۷۳ھ

۱۷۔ ایضاً" ص ۵۶۳

۱۸۔ سیوطی، جلال الدین عبدالرحمان بن ابی بکر، تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی طبع اولی، مکتبہ علمیہ باب الرحمت مدینہ منورہ

۱۹۔ بروکلمان، نقلہ الی العربیہ عبدالحلیم النجار، تاریخ الادبی العرب ۱: ۱۹۹ مطبع دارالمعارف مصر ۱۹۶۱ھ

۲۰۔ دہلوی، عبدالحق محدث اشعۃ اللمعات، ۱: ۳۱ مطبع منشی نول کشور، واقع لکھنؤ

۲۱۔ اصلاحی، تذکرۃ المحدثین ۱: ۱۹۵

۲۲۔ الکتانی، جعفر، الرسالہ المستطرفہ: ۲۹ آرام باغ کراچی۔

۲۳۔ الدارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمان، سنن الدارمی ۲: ۹۹۵ طبع بعنایہ دمشق ۱۳۴۹

۲۴۔ اصلاحی، تذکرۃ المحدثین، ۱: ۱۹۷

۲۵۔ حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مکتبہ الاسلامیہ طہران ۱۳۷۸ھ

۲۶۔ شاہ عبدالعزیز بستان المحدثین: ۱۱۶ نور محمد کارخانہ کتب کراچی۔

۲۷۔ اصلاحی، تذکرۃ المحدثین ۱: ۱۹۸

۲۸۔ حریری، غلام احمد (مترجم) علوم الحدیث مقدمہ: ۳۴، ملک برادرز، لائل پور۔